سراپا ہدایت وکمالات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح نبوت اور رسالت عطا فرمائی ہے اسی طرح ختم نبوت اور ختم رسالت کی خلعت سے سرفراز فرمایا ہے، آپ نبی بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول بھی ہیں اور خاتم الرسل بھی ہیں۔ صرف یہی بات نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی ہے اور اب کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا اور رسالت ختم ہوگئی، اب کوئی رسول پیدا نہیں ہوگا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت کا اختتام اور رسالت کی تکمیل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے فرمائی، قرآن مجید میں ہے:

﴿والله متم نوره ولو كره الكافرون O﴾ (الصف: ۸) اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھیج کر اپنے نور کو مکمل فرمائیں گے، چاہے کافروں کو کیسا ہی ناگوار نہ ہو۔

﴿ويأبى الله إلا أن يتم نوره ولو كره الكافرون O﴾ (التوبہ: ۳۲) اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کریں گے چاہے کافر کتنا ہی ناگوار محسوس کریں۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر قرآن پاک کی اور آیت نازل ہوئی:

﴿اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا O﴾ (المائدہ: ۳) آج ہم نے آپ کے لئے آپ کے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت کا اتمام کردیا اور آپ کے لئے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا۔

گویا یہ بشارت دی گئی کہ ہم نے اپنے نور کو مکمل کردیا ہے یا یوں سمجھئے کہ نبوت کے ساتھ ساتھ ختم نبوت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرفراز کیا گیا ہے اور ختم نبوت کے ساتھ ساتھ اللہ نے اس نبوت کی تکمیل بھی کردی۔ تکمیل کرنا اور اس کے مکمل کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس نبوت کا نور اور فیض رہتی دنیا تک قائم ہوگا۔ اب قیامت تک آنے والے انسانوں کی ہدایت کے لئے اسی نبوت اور رسالت کاملہ کو جس کے اندر کسی طرح کوئی کمی نہیں ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ذریعہ بنائیں گے۔ قیامت تک آنے والے انسانوں کی رہبری اور رہنمائی کے لئے اب کوئی رہنما اور کوئی رہبر معتبر اور قابل قبول نہیں۔ فقط رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور رہبری قابل قبول ہے۔

جب کسی شخص کو نبوت عطا کی جاتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اپنی معرفت کا بلند مقام عطا کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اس شخص کی قبولیت اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے، وہ اللہ کا برگزیدہ بندہ قرار پاتا ہے، اس کے اخلاق اعلیٰ ہوتے ہیں اس کا کردار بلند ہوتا ہے، اس کے اعمال پسندیدہ ہوتے ہیں، اس کے جذبات انتہائی پاکیزہ ہوتے ہیں، وہ خلق خدا کے لئے رحمت اور شفقت کا مجسمہ ہوتا ہے، خلق خدا کی رہبری کے لئے وہ ہر طرح کی اذیت اور تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے، یہ تمام کی تمام صفات اس شخص کے اندر یقیناً ہوتی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نبوت سے سرفراز فرماتے ہیں۔

یعنی اگر کوئی آدمی بہت زیادہ مجاہدہ کر رہا ہے اور ہمہ وقت اللہ کی یاد میں مست رہتا ہے تو اس طرح کے عمل کرنے کی وجہ سے ترقی کرتے کرتے وہ نبوت کے مقام تک پہنچ جائے، یہ ناممکن ہے، یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جس کو اللہ نبوت عطا فرماتے ہیں وہ نبی ہوتا ہے۔ نبوت کوئی ڈگری نہیں ہے، یہ ایک عہدہ ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے مڈل پاس کیا اور مڈل کا سرٹیفکیٹ آپ کو مل گیا، اس کے بعد آپ نے میٹرک پاس کیا تو میٹرک کا سرٹیفکیٹ مل گیا۔ انٹر پاس کیا اس کی سند آپ کو مل گئی۔ آپ درجہ بدرجہ پڑھتے چلے جائیں، امتحان پاس کرتے چلے جائیں، ڈگریاں آپ کے پاس اکٹھی ہوتی چلی جائیں گی، آپ یوں چاہیں کہ آپ کلکٹر بن جائیں تو یہ ممکن نہیں، کیونکہ یہ تو ایک منصب ہے، ایک عہدہ ہے جو اوپر سے تجویز کیا جاتا ہے، فلاں شخص کلکٹر بنا دیا گیا ہے، یہی حال نبوت کا ہے کہ اوپر سے انتخاب ہوتا ہے۔ یہ ذکر کیا، نفس کشی کی اور اس کے بعد پہنچتے پہنچتے نبوت کے مقام تک آ گئی، لہٰذا نبی ہو گئے۔ یہ بات نہیں ہے، یہ ایک منصب اور عہدہ ہے جو عطا کیا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جس کے لئے فیصلہ کرتے ہیں اس کو نبوت عطا کرتے ہیں:

﴿الله يصطفي من الملئكة رسلا ومن الناس O﴾ (الحج: ۷۵) اللہ تبارک وتعالیٰ انتخاب کرتا ہے۔ ملائکہ میں سے جبرائیل کا انتخاب کیا جو اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر نبیوں کے پاس آیا کرتے تھے، نبیوں میں سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سب نبیوں کا انتخاب کیا۔

نبی اپنے تمام کمالات کے اندر ممتاز ہوتا ہے، مثال کے طور پر دانش مندی اور عقل کو لے لیجئے، عقل اور دانش مندی جیسے نبی کے پاس ہوتی ہے اور کسی کے پاس نہیں ہوتی۔ سرور کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب ازل سے ہو چکا تھا کہ آپ کو نبوت اور رسالت سے سرفراز کیا جائے گا اور ختم نبوت اور ختم رسالت کا تاج پہنایا جائے گا اور نبوت اور رسالت کی تکمیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی دانش مندی اور عقل مندی عطا فرمائی جو اور کسی کو نہ دی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ بتاتی ہے کہ آپ میں بچپن ہی سے اس کے آثار نمایاں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن میں بکریاں بھی چرائی ہیں۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ اللہ نے سب نبیوں سے بکریاں چروائی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا ایک انداز ہے، بکری ایک معصوم سا مسکین جانور ہے، جو چارے کی بناء پر کسی اور سبب سے ریوڑ سے

نکل جاتا ہے تو چرواہا بے چارہ اس کو ریوڑ میں شامل کرتا ہے۔ایسا دن میں بہت مرتبہ ہوتا ہے اور جانور کے مسکین ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ شفقت اور نرمی کا معاملہ کرنا پڑتا ہے۔ چرواہا جب اس کو لے کر آتا ہے تو اس کی گردن میں ہاتھ ڈال لیتا ہے اور اس کو آہستہ آہستہ کھینچ کر ریوڑ میں شامل کرتا ہے، تو اسی طرح سے انبیاء کرام سے ابتدا میں بکریوں کی دیکھ بھال کرائی گئی۔ اس لئے کہ آئندہ امت ان کے سپرد کی جانے والی تھی اور انہیں امت کی بے راہ روی اور غلط انداز پر صبر اور تحمل کو اختیار کرنا تھا، اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کی تربیت فرمائی۔ لہٰذا دانش کا یہ انداز پیدا کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بکریاں چروائی گئیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہوئے تو تجارت شروع کی۔ تجارت کے اندر آپ کا کمال کیا تھا؟ یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو الصادق الامین کا لقب دیا گیا تھا، یہ اس لئے دیا گیا تھا کہ تجارت کے اندر آپ کا انداز اور آپ کا طریقہ ہمیشہ صحیح اور درست ہوتا تھا۔ جس کی بناء پر قوم نے بالاتفاق آپ کو الصادق اور الامین کا لقب دیا۔ یہ اصل میں آپ کے کاروباری حسن اور کاروباری طریقہ کی خوبی کا ایک اعتراف تھا۔ سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ جیسے شہر کے اندر جو تجارت کا مرکز تھا، پوری قوم نے یہ لقب عطا کیا کیونکہ آپ کی تجارت کے اندر خوبی تھی، ہر ایک کی رعایت تھی، اصول کی پابندی تھی، جو کسی دوسرے میں موجود نہ تھی۔

اور پھر آپ کو معلوم ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو ان کی پاک دامنی کی وجہ سے ان کے اخلاق کی عمدگی کی بناء پر لوگوں نے طاہرہ کا لقب دے رکھا تھا۔ وہ پاک دامن بھی تھیں اور اپنی تجارت کے اصول میں حق وصداقت کا خیال بھی رکھتی تھیں۔ بڑے بڑے لوگ اور اچھے اچھے سردار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے خواہش منداور متمنی تھے، انہوں نے سب کو رد کر کے خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجا اور درخواست کی اور نکاح ہو گیا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل اور دانائی کی دلیل ہے، اسی عقل اور دانائی کی وجہ سے آپ کو پوری قوم میں امتیاز حاصل ہوا، اس میں کسی کو اشکال نہیں اور کوئی اعتراض بھی نہیں۔ اس وقت تک نبوت کی بات سامنے ہی نہیں تھی۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کا واقعہ ہے کہ حلف الفضول کے لئے حضور اکرم نے جوانوں کو منظم کیا اور ان سے اس بات پر عہد لیا کہ ہم ظالم کو ظلم کرنے سے روکیں گے، مظلوم کی مدد واعانت کریں گے اور کسی مظلوم کے اوپر ظلم برداشت نہیں کریں گے، چاہے اس کے لئے ہمیں اپنی جان کی بازی لگانے پڑے۔ سرور کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اقدام بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی اعلیٰ درجے کی عقل وفہم عطا فرمائی تھی۔ جہاں ظلم کا بازار گرم رہتا تھا، جہاں ظلم اور زیادتی کو جرم ہی نہیں سمجھا جاتا تھا، کمزوروں پر زیادتی رات دن کا مشغلہ تھا، وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں کو ظلم کے خلاف منظم کیا۔ آپ بعد میں بھی فرمایا کرتے تھے کہ حلف الفضول کے مطابق آج بھی میں تیار ہوں کہ مظلوم کو نجات دلائی جائے اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لیا جائے اور اسے ظلم سے روک دیا جائے۔

جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی اور حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرنے کے سلسلے میں اختلاف ہو گیا تھا، ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ ہم اسے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھیں، لوگوں نے فیصلہ کیا کہ صبح کو جو شخص بھی سب سے پہلے مسجد الحرام میں داخل ہو جائے گا وہ جو فیصلہ کرے گا ہمیں قبول ہوگا۔ چنانچہ اللہ کی حکمت بالغہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے صبح کو مسجد الحرام کے اندر داخل ہوئے۔ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ آپ ہیں تو سب کے چہرے خوشی سے کھل گئے اور انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے، یہ امین ہے، یہ صادق ہے، ہمیں قبول ہے۔ گویا کہ یہ تو بہت ہی بہترین معاملہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا۔ خانہ کعبہ سے محبت ان مکہ والوں کو بے پناہ تھی وہ ان کے لئے عظمت کا ایک نشان تھا اور اس عظمت نشان یہ رکھوالے تھے، ان کی عزت کو چار چاند لگنے سے خانہ کعبہ کی بنیاد پر چار چاند لگتے تھے۔ اس سرخروئی اور سعادت کے حصول کے لئے ہر قبیلہ کہتا ہے کہ حجر اسود کی تنصیب کا شرف مجھے حاصل ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب فیصلہ فرمایا کہ چادر بچھادی اور فرمایا کہ میں حجر اسود کو اٹھا کر اس چادر میں رکھوں گا، اس کے بعد مختلف قبائل کے سردار جو اس چادر کو پکڑ کر حجر اسود کے مقام تک لے چلیں گے، وہاں پھر میں اس کو اٹھا کر نصب کر دوں گا۔ چنانچہ سب نے اس کو قبول کر لیا۔ سرور کائنات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل اور دانائی کے واقعات تو میں نے نبوت سے پہلے کے عرض کئے ہیں ورنہ تو ساری زندگی آپ کی ان عقل اور دانائی کے فیصلوں سے بھری پڑی ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے نتیجے میں جس جماعت کی تشکیل فرمائی، وہ صحابہ کرام کی جماعت ہے، وہی صحابہ کرام کی جماعت دلیل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کے لئے قرآن نے کہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس دعویٰ کے بعد ذکر فرمایا:

﴿والذین معہ أشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا﴾ (الفتح: ۲۹) صحابہ کرام کا اتنا تفصیلی ذکر اسی لئے کیا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک ایک جملہ دلیل ہے۔ ﴿والذین معہ﴾ ایک دلیل ہے آپ کی نبوت اور رسالت کی صداقت کی۔ ﴿أشداء علی الکفار﴾ یہ ایک اور دلیل ہے۔ ﴿رحماء بینھم﴾ ایک اور دلیل ہے۔ ﴿تراھم رکعا سجدا﴾ ایک اور دلیل ہے۔ ﴿یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا﴾ ایک مستقل دلیل ہے۔ ﴿سیما ھم فی وجوھھم من أثر السجود﴾ الگ دلیل ہے اور ہر دلیل میں سینکڑوں دلیلیں چھپی ہوئی ہیں۔

تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل وشواہد ہیں، آپ کی نبوت کے گواہ ہیں، اس اعتبار سے گویا ہم کہیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سچی نبوت ہے، آپ کی رسالت سچی ہے۔ اس کے نتیجے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو نظام حیات عطا کیا۔ اس نظام حیات کے اندر روحانیت کی ترقی کے اصول بیان فرمائے ہیں۔ اس نظام حیات میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے اندر توازن کے طریقے تجویز فرمائے ہیں۔ اس نظام حیات میں سیاست کو متوازن رکھنے کے لئے اور دنیائے انسانیت کی راحت وآرام کے لئے طریقے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضع فرمائے ہیں۔ اس نظریہ حیات کے اندر سرور

کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو جنت نظیر بنانے کے لئے ہدایات دی ہیں۔ یہ تمام تعلیمات رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے مشعل راہ ہیں اور ان کو اختیار کئے بغیر آدمی دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

آپ دیکھ رہے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا۔ تیرہ برس تک مکہ میں آپ پر انہوں نے ظلم کئے تھے اور آٹھ برس تک جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آ گئے تو ان کی زیادتی اور ظلم کی کوئی انتہا نہ تھی، پورے آٹھ سال کا زمانہ اس طرح گزرا کہ جیسے ایک مسلسل جنگ ہو، مسلسل تصادم ہو۔ اب مکہ فتح ہونے جا رہا ہے اور وہی دشمن ہیں جنہوں نے ایذائیں پہنچاتے پہنچاتے اکیس سال گزار دیئے۔ آپ آج ان کے بدلہ لے سکتے تھے۔ مگر کیا ہوا؟ اکیس سال سے جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا، آپ کو قتل کرنے کے پروگرام بنائے اور صحابہؓ کو قتل کیا، آج آپ کو ان پر قابو مل رہا ہے تو آپ اعلان کرتے ہیں کہ آپ کا شہر دار الامن ہے، ہم کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کئے گئے تو وہ شرمندہ اور نادم ہیں اور اپنے کئے پر پچھتا رہے ہیں، گو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اشارہ ان کی گردن سے سر کو جدا کرنے کے لئے کافی ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذھبوا، لاتثریب علیکم الیوم، أنتم الطلقاء! (تم سب آزاد ہو کوئی گرفت نہیں، کوئی مواخذہ نہیں۔)

جس کا دل چاہے ایمان قبول کرے، جس کا نہ چاہے نہ کرے اس کی مرضی ہے۔ چار ماہ کی مہلت ہے، اس کے بعد تم ایمان لے آئے تو ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور ایمان نہ لائے تو مکہ پاک شہر ہے۔ چار ماہ کے بعد جہاں چاہو تم چلے جانا۔

آج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے عجیب مظاہرے آپ ہمارے شہر میں دیکھتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق کا خود ساختہ طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ ان کا نہ نماز سے کوئی واسطہ، نہ دین سے کوئی تعلق، نہ سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا کوئی تذکرہ۔ اس کی کوئی دعوت نہیں، اس کی طرف کوئی ترغیب نہیں۔ جھنڈے لگائے جا رہے ہیں، عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کیا جا رہا ہے، بتیاں اور قمقمے لگائے جا رہے ہیں۔ کیا اس طرح عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کیا جاتا ہے؟ کس کو فریب دے رہے ہو بابا؟ یہ معاملہ تو تم بہت دن سے کرتے چلے آ رہے ہو، زندگیوں میں کوئی انقلاب آیا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ اپنی صورت ہی کو ان کی طرح بنا لیتے۔ اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو سیکھنے کی کچھ کوشش کی جاتی، ایک سنت ہی معلوم کر لیں ایک دن کے اندر، چلو ایک ہفتے میں ایک معلوم کر لیں۔ یہاں تو عمر گزر گئی مگر ایک سنت کو زندہ کرنے کیلئے آپ کے دل میں داعیہ اور جذبہ پیدا نہیں ہوا۔ افسوس کی بات ہے یہ طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور عشق کے اظہار کرنے کا قابل قبول بھی نہیں ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں سرور دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت، عشق اور ان کی تعلیمات کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین، ثم آمین)

☆